شہیدِ اعظم سیّدنا عثمان ذوالنورین رضی اللہ عنہ

شاہ بلیغ الدینؒ

اپنے ہاتھوں میں اپنا کٹا ہوا سر لیے جب وہ تشریف لائے تو میں نے دیکھا کہ..... عرشِ الٰہی لرز اٹھا اور میرا دل دہل گیا..... حضرت حسن رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ..... رات میں نے خواب میں دیکھا کہ اللہ تعالیٰ کا دربار سجا ہوا تھا اتنے میں میرے نانا سرورِ کونین صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لے آئے اور عرشِ الٰہی کا پایہ تھام کر کھڑے ہو گئے۔ آپ کے بعد حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ آگے بڑھے اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے دست مبارک کو پکڑ کر کھڑے ہو گئے۔ ان کے بعد حضرت عمر رضی اللہ عنہ آئے اور صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کا ہاتھ پکڑ کھڑے ہو گئے..... اپنے والدِ محترم حضرت علی رضی اللہ عنہ کے دورِ خلافت میں حضرت حسن رضی اللہ عنہ نے خطبہ دیا تو یہ خواب بیان کیا بہت سے لوگ وہاں موجود تھے جو اس خواب کی تفصیل سن رہے تھے۔

ذوالحج کا مہینہ، جمعہ کا دن تھا۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ صبح سو کر اٹھے تو فرمایا..... حکم نبوی ہے کہ آج میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ روزہ افطار کروں۔ عصر کی نماز کے بعد اس کی تعبیر کا وقت آیا حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے آگے کلام اللہ کھلا ہوا تھا، تلاوت ہو رہی تھی کہ ان کی شہ رگِ حیات کا پہلا چھینٹا اس آیت پر گرا جس کے الفاظ ہیں..... ''فَسَيَكْفِيكَهُمُ اللّٰه '' حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کی روایت مستدرک میں ہے کہ ایک بار اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا..... اے عثمان! تم سورۂ بقرہ پڑھتے ہوئے شہید ہو گے اور تمھارا خون کلام اللہ کے جس صفحے پر گرے گا وہاں وہ آیت ہو گی جس کا مفہوم ہے کہ..... ان (ظالموں) کے مقابلے میں تمھارے لیے اللہ تعالیٰ کافی ہے۔

جامع ترمذی میں حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کی روایت ہے کہ فتنہ وفساد کا ذکر ہو رہا تھا تو جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی طرف اشارہ کر کے فرمایا کہ..... ان پر ظلم ہو گا اور یہ شہید کر دیے جائیں گے۔

ایک بار حضرت زُرارہ بن نخعی رضی اللہ عنہ نے نبی اللہ کو اپنا خواب سنایا۔ انھوں نے کہا کہ..... یا رسول اللہ! میں نے دیکھا کہ ایک آگ نکلی اور میرے اور میرے بیٹے کے بیچ میں حائل ہو گئی۔ استیعاب میں ہے..... ارشاد ہوا کہ..... یہ آگ وہ فتنہ ہے جس میں لوگ اپنے امام کو قتل کر ڈالیں گے! پھر آپس میں مسلمان خوب لڑیں گے مسلمان اپنے بھائی کا خون پانی کی طرح بہائے گا اور مفسد اپنے آپ کو نیکوکار سمجھیں گے! حضرت سعید بن زید نے فرمایا..... بلوائیوں کے اس ظلم پر عرشِ

الٰہی کانپ جائے تو عجب نہیں۔

حضرت حسن رضی اللہ عنہ نے اپنے خواب کی تفصیل بیان کی تو فرمایا کہ...... حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے بعد اپنے ہاتھوں میں اپنا کٹا ہوا سر لیے (میرے خالو) حضرت عثمان رضی اللہ عنہ تشریف لے آئے اور بارگاہِ خداوندی میں اپنا سر پیش کر کے فریاد کی کہ...... الٰہ العالمین! ذرا ان سے پوچھیے جو اپنے آپ کو تیرے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے امتی بتاتے ہیں...... آخر کس غلطی کی یہ سزا انھوں نے مجھے دی کہ میرا سر کاٹ لیا...... حضرت حسن رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ...... فریاد کی یہ لے بلند ہوئی تو عرشِ الٰہی کانپ گیا اور میں نے دیکھا کہ...... آسمان سے خون کے دو پرنالے زمین پر گرنے لگے۔

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو ظالموں نے شہید کر دیا تو بے اختیار حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا...... لوگو! اللہ کی قسم جو کچھ میں جانتا ہوں اگر تم جانتے تو کبھی نہ ہنستے اور روتے ہی رہتے۔ واللہ! اب قریش میں اس کثرت سے خون خرابہ ہوگا کہ اگر کوئی ہرن اپنی کمین گاہ میں بھی جا چھپے گا تو وہاں بھی اسے کسی مقتول کے جوتے پڑے ملیں گے۔

خون کے جن دو پرنالوں کا ذکر حضرت حسن رضی اللہ عنہ کیا وہ غضبِ الٰہی کی علامت تھے۔ حضرت حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ کے بارے میں صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم فرماتے تھے کہ...... وہ محرم اسرارِ نبوت تھے۔ حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی شہادت کا حال سن کر بے بس ہو گئے۔ محرم اسرارِ نبوت وہ اس لیے کہلاتے تھے کہ انھوں نے ہادیٔ برحق صلی اللہ علیہ وسلم سے فتنہ وفساد اور مسلمانوں کے آپس کے کشت وخون کے بارے میں حدیثیں سنی تھیں۔ جب انھیں بتایا گیا کہ بلوائیوں نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے گھر کا رخ کیا ہے تو فرمایا...... اللہ کی قسم یہ سب دوزخی ہیں۔ محمد بن حاطب نے روایت کی کہ کوفے میں حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ایک موقع پر کہا...... نہ عثمان رضی اللہ عنہ نے اپنوں کو نوازا نہ کمزوری سے نظم ونسق چلایا۔ جو یہ کہتے ہیں کہ انھوں نے ان سے بدلہ لیا ان کے لیے آخرت میں آگ ہوگی۔ عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ کا فرمانا تھا کہ...... جب کبھی کسی امت نے اپنے نبی کی جان لی غضب الٰہی اس طرح ٹوٹا کہ ان میں سے ستر ہزار کا خون بہا اور جب کسی نبی کے خلیفہ برحق کو ظالموں نے اپنے ظلم وستم کا نشانہ بنا کر اس کی جان لی تو بدلے میں غیظِ خداوندی سے پینتیس ہزار سرکشوں کی جانیں گئیں۔ خون کے دو پرنالوں کا اشارہ اسی تاریخی حقیقت کی طرف ہے۔

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے دورِ حکومت کے بعد حضرت علی رضی اللہ عنہ کے دورِ خلافت میں جمل اور صفّین کے معرکوں میں مسلمانوں کا خون پانی کی طرح بہا۔ سبائی فتنہ گر منافقوں کا اس میں کتنا ہاتھ تھا، یہ الگ بات ہے لیکن چوراسی ہزار مسلمانوں کا کشت وخون ہوا۔ اپنے بعد اسی فتنے کے اٹھ کھڑے ہونے سے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم دل گیر رہا کرتے تھے۔ مسلمانوں کا خون مسلمانوں کے اپنے ہاتھوں سے بہے...... بس یہی وہ فتنہ ہے جس سے اللہ کے رسول صلی اللہ

علیہ وسلم نے مسلمانوں کو خبردار کیا تھا۔

مؤرخین نے لکھا کہ بلوائی چاہے خارجی رہے ہوں یا منافق سبائی...... نام کے وہ سب مسلمان تھے اسی لیے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے باغیوں کی سرکوبی کے لیے اسلامی فوج استعمال نہ کی۔ ورنہ یوں دن دہاڑے ان پر اور ان کے خاندان پر ظلم نہ توڑا جاتا۔ امام وقت سیّدنا حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے افہام وتفہیم سے کام لیا۔ اتمام حجت کیا۔ اپنی جان جان آفریں کے سپرد کی لیکن اپنی تلوار پر کسی کے خون کا اتہام نہ لیا۔ سورۂ انفال میں عذابِ الٰہی نازل ہونے کی جو صورتیں بتائی گئی ہیں ان سب کا نقشہ یہاں موجود تھا۔ اسی لیے استغفار کرنے والے یعنی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم خونِ عثمانی کے نتائج کی طرف سے بے انتہا فکرمند تھے۔ حق تو یہ ہے کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے بڑھ کر مظلومیت کی شہادت پوری تاریخِ اسلام میں کسی اور کی نہیں۔ جس نے بئرِ رومہ مسلمانوں کے لیے وقف کیا افسوس کہ اسی کنویں کے بوند بوند پانی کے لیے اس جنتی اور اس کے گھر والوں کو ترسایا گیا۔ پھر ایک دو دن نہیں پچاس دن! جس نے غلّے سے لدے اونٹوں کے کارواں کے کارواں صرف اس لیے اللہ کی راہ میں لٹائے کہ مدینۃ النبی کے مسلمان قحط کے مارے ہوئے تھے۔ اسی کو اس کے اپنے کاروانوں کے لائے ہوئے دانہ دانہ اناج سے محروم کر دیا گیا۔ جس کے احساسِ حیا کی ملائک تک قسم کھاتے تھے اور اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم جس کی مثالیں دیتے تھے۔ اس کی آنکھوں کے سامنے اس کی عفت مآب شریک حیات کو زدوکوب کیا گیا، خود اس کی داڑھی نوچی گئی، اسے گالیاں دی گئیں، اسے ہر حرب وضرب کا نشانہ بنایا گیا لیکن حق کا یہ جویا چٹان کی طرح اٹل رہا۔ جان بچانے کے پچاسوں جتن ہو سکتے تھے، خونریزی کے ہزاروں بہانے بن جاتے۔ صاحبِ اقتدار کے لیے کس چیز کی کمی تھی اور زندگی بھر ہر جمعہ کو ایک غلام آزاد کرنے والے کے اپنے جاں نثار کچھ کم نہ تھے لیکن صاحبِ قرآن کا حکم تھا کہ...... اے عثمان! جو کرتا تمھیں پہنایا گیا ہے اسے نہ اتارنا یعنی جو گزرنا ہے گزرے خلافت نہ چھوڑنا ساتھ ہی یہ تاکید کی تھی کہ...... خبردار! تم مسلمانوں کا خون بہانے والے نہ بننا...... وہ حق آگاہ تھے، فرماں بردار تھے، صاحبِ عرفاں تھے، حافظ قرآن تھے اُن سے بڑھ کر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا حکم ماننے والا اور کون ہوسکتا تھا؟ وہ للّٰہیت کے اس مقام پر فائز تھے کہ اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے بار بار انھیں جنت کا مژدہ سنایا تھا۔ جب پیغمبر انسانیت امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم نے امام المسلمین کو حکم دیا کہ...... صبر کرو! تو انھوں نے صبر کیا اور رگ گلو کا خون دے کر ثابت کر دیا کہ تسلیم ورضا کی منزلت کیا ہوتی ہے۔

بخاری اور مسلم میں حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ...... اس موقع پر صابر رہنے پر اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم اپنی زندگی ہی میں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو جنت کو بشارت دے چکے تھے۔ خود حضرت حسن رضی اللہ عنہ ان کے حفاظت کرنے والوں میں شریک تھے۔ انھوں نے اپنی آنکھوں سے دیکھا کہ صبر کسے کہتے ہیں؟ استقلال کیا ہوتا

ہے؟ توکل کس طرح کیا جاتا ہے؟ اللہ اگر مجھے نفس جبرئیل دے تو کہوں...... کہ ان کا خون جو اوراق قرآن میں محفوظ ہوگیا قیامت تک کے لیے باغیوں اور منافقوں کی نشاندہی کر گیا اور قرآن نے کھلے لفظوں میں ہمیں بتایا کہ...... ''فَسَيَكْفِيكَهُمُ اللّٰه'' کی بشارت اسی پیکرِ صبر و رضا کے لیے تھی۔ قرآن جس کے بارے میں کہہ رہا ہے کہ اللہ کی تائید تمھیں حاصل ہے اسے اور کیا چاہیے۔ غضبِ الٰہی نے آ لیا تو ایک ایک بلوائی اپنے عبرتناک انجام کو پہنچا۔ خون کے پرنالے بہنے لگے۔ آخر ایسا کیوں نہ ہوتا؟ یہ اس کی شہادت تھی جس کے خون کے بدلے کے لیے بیعتِ رضوان لی گئی تھی۔ آج رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا ہاتھ نہ تھا کہ عثمان رضی اللہ عنہ کا ہاتھ بن جاتا تو اللہ تعالیٰ کا ہاتھ اٹھ گیا۔

صلۂ شہید جو اللہ تعالیٰ نے عطا فرمایا ہوگا وہ غیب کی باتیں ہیں۔ تاریخ نے تو یہ دیکھا کہ ان کا خون ناحق رائیگاں نہ گیا۔ یہ اسی شہادت کا صلہ ہے کہ پھر سے اسلام کا بول بالا ہوا۔ جہاد فی سبیل اللہ کا جو سلسلہ رک گیا تھا پھر سے جاری ہوا۔ مسلمانوں نے بحرِ ظلمات میں گھوڑے دوڑا دیے اور بہت جلد ملّت کے مقدر کا ستارہ ایسا چمکا کہ بنوامیّہ کی اسلامی مملکت میں سورج نہ ڈوبتا تھا۔ اسی مقصد کے لیے سیّدنا حسن رضی اللہ عنہ نے خلافت کی ذمہ داریاں سیّدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کو منتقل کیں۔ وہ جانتے تھے کہ جس منزل کی طرف ان کے والد محترم جانا چاہتے تھے وہی سیّدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کی منزل بھی تھی یعنی ملّتِ اسلامیہ کا استحکام۔

حضرت حسن رضی اللہ عنہ نے اپنا خواب بیان کیا تو مؤرخین لکھتے ہیں کہ آستین کے ایک سانپ نے پھنکار بھری۔ امیر المؤمنین سیّدنا علی رضی اللہ عنہ سے کہا...... سنا آپ نے کہ آپ کے صاحبزادے کیا کہہ رہے ہیں! حضرت علی رضی اللہ عنہ خود اس گروہ سے نالاں تھے۔ نہج البلاغہ کے صفحات اس کے گواہ ہیں۔ مستدرک میں ابن عباس رضی اللہ عنہما کی روایت ہے کہ وہ خونِ عثمان سے اپنی برأت کا اعلان کرتے تھے فرماتے...... اس دن تو میرے ہوش اڑ گئے تھے۔ بلوائیوں کی روش دیکھ کر ہی انھوں نے خلافت کی پیش کش کو رد کر دیا تھا۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں کسی نے خلافت کی تمنّا نہیں کی۔ یہ بار زبردستی ان کے کندھوں پر رکھا گیا۔ قاتلین عثمان رضی اللہ عنہ کے اس فرد کو امیر المؤمنین رضی اللہ عنہ کی زبان حق شناس سے دوٹوک جواب ملا...... حسن رضی اللہ عنہ وہی کہہ رہے ہیں جو انھوں نے دیکھا ہے۔

حضرت حمّاد بن سلمہ کا کہنا ہے کہ...... جس دن حضرت عثمان رضی اللہ عنہ خلیفہ بنائے گئے وہ سب سے افضل تھے اور جس دن انھیں شہید کیا گیا ان کی عظمت اور بھی بلند ہوگئی۔